نمبر ۳۷ | مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۳ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

جناب مفتی محمد صادق صاحب ۲۲ ستمبر کو دہلی سے واپس تشریف لائے۔ آپ کی آنکھ کی تکلیف میں اگرچہ پہلے سے افاقہ ہے۔ تاہم مکمل صحت کے لئے احباب دُعا فرمائیں

احمدیہ ٹریننگ کور کے تمام نوجوان ۲۱ ستمبر کو ایک ہفتہ کے لئے کیمپنگ کی غرض سے علاقہ بیٹ میں زیر نگرانی حضرت میرزا شریف احمد صاحب دریائے بیاس کے کنارے گئے ہیں۔ مرکزی دفاتر کے کارکنوں کو بھی آرڈر دیا گیا ہے۔ کہ ۲۶ ستمبر کو باوردی وہاں جائیں۔

حضرت مولوی عبدالستار صاحب افغان المعروف بزرگ صاحب عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں۔ قریباً دو ہفتہ سے بیماری نے نازک صورت اختیار کرلی ہے سخت کمزور اور نحیف ہو گئے ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

۲۲ ستمبر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس اور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خودکشی کیوں کی جاتی ہے؟

(فرمودہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء)

"مومن اور غیر مومن میں ایمان ہی کا تو فرق ہے۔ دہریہ مزاج اور اللہ تعالےٰ پر ایمان نہ لانے والے کی زندگی اس وقت تک عمدہ اور بے خوف وخطر ہوتی ہے جب تک اس پر مصائب اور مشکلات کا حملہ نہیں ہوتا۔ لیکن جب خفیف سے مشکلات بھی آکر ظاہر ہوتے ہیں۔ تو اس کی عقل مار دیتے ہیں۔ اور وہ اُن کی برداشت نہیں کرسکتا۔ اس کی امید اللہ تعالےٰ پر ہوتی ہی نہیں۔ اور اسباب اُسے مایوس کر دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں ذرا ذرا سی بات خلاف مزاج پیش آجانے پر بعض اوقات یہ لوگ خودکشیاں کر لیتے ہیں۔ یورپ میں جہاں دہریوں کی کثرت ہے۔ وہاں اس قدر خودکشیاں ہوتی ہیں۔ کہ کسی اور ملک میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وُہ ہم وغم اور مصائب کی برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کے دل کمزور ہو جاتے ہیں لیکن برخلاف اس کے مومن قوی دل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا بھروسہ خدا تعالےٰ پر ہوتا ہے۔ اس پر اگر مصائب آئیں۔ تو وُہ اس کو پست ہمت نہیں بناتیں۔ بلکہ وُہ مصائب میں قدم اور بھی آگے بڑھاتا ہے۔ اس کا ایمان پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اور سچ پوچھو۔ تو ایمان کا مزا اور لذت انہی دنوں میں آتی ہے اور ایمان انہی ایام کے لئے ہوتا ہے"

(الحکم ۱۰ ؍اکتوبر ۱۹۰۵ء)

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

ریف کی سرحد پر حملے

عربی اخبارات لکھتے ہیں کہ الجیریا اور ریف کی سرحد پر جو عرب قبائل آباد ہیں۔ انہیں اپنا مطیع بنانے کے لئے فرانسیسی برابر حملے کر رہے ہیں۔ اور عرب قبائل پہاڑوں میں جا چھپے ہیں۔

مصری انقلاب پسندوں کو سزائے قید

قاہرہ سے ۱۶ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ ۱۷ نوجوانوں کا وزیر اعظم کی ٹرین کو بم سے اڑانے کی سازش کے الزام میں چالان کیا گیا تھا۔ جن میں سے پانچ بری کر دیئے گئے۔ اور ایک درجن کو چھ ماہ سے ۱۵ سال تک کی مختلف میعاد کی سزائے قید دی گئی۔

ہندوستان کے پارسیوں کو شاہ ایران کی پیشکش

معلوم ہوا ہے۔ کہ رضا شاہ پہلوی شاہ ایران نے ہندوستان کے پارسیوں کو جن کے آباء و اجداد صدیاں ہوئیں۔ یہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔ دعوت دی ہے۔ کہ واپس اپنے وطن میں آکر آباد ہوں۔ حکومت ایران ان کے لئے ہر طرح کی سہولتیں بہم پہونچائے گی اور مراعات دے گی۔ چنانچہ ایک ہزار مربع میل کا رقبہ ان کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا۔ جہاں وُہ آباد ہو کر اپنا کاروبار جاری کر سکتے ہیں ایرانی سفیر مقیم بمبئی کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وُہ اہل الرائے پارسیوں سے گفتگو کریں۔

افغانستان میں شیشہ کی صنعت

معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت افغانستان نے اپر انڈیا گلاس ورکس انبالہ کے مہتمم رائے بہادر بنارسی لال کو دعوت دی ہے۔ کہ افغانستان میں شیشہ کی صنعت کی ترقی کے امکانات پر غور کریں۔ آپ نے اس دعوت کو منظور کر لیا ہے۔ وہاں آپ شاہی مہمان تصور کئے جائیں گے۔

طہران میں جشن دستور کی تیاریاں

طہران کا ایک سرکاری پیام مظہر ہے۔ کہ دار السلطنت میں جشن دستور منانے کی زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔ جو شخصی حکومت کے بعد دستوری حکومت کے قیام کی یادگار کے طور پر ہر سال منایا جاتا ہے۔

ترکی کے ایک وزیر کا استعفےٰ

استنبول سے ۹ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ حکومت ترکی نے تجارتی اشیاء کی درآمد پر جو نئی پابندیاں عائد کی ہیں۔ انہیں صنعت و حرفت کے نمائندوں نے بہت ناپسند کیا ہے۔ چنانچہ نیشنل اکانومی کے وزیر مصطفےٰ شریف بے نے احتجاجاً استعفےٰ دیدیا ہے۔

ترکی پولیس میں عورتوں کی بھرتی

ترکی پولیس کے جدید قواعد و ضوابط کے مطابق آئندہ عورتوں کو بھی سادہ لباس میں پولیس میں بھرتی کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں بہت سی درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔

ایرانی و ترکی سرحدات کا فیصلہ

سرحدات کے قضیہ کو طے کرنے کے لئے دونوں حکومتوں نے ایک قرارداد مفاہمت تیار کر لی ہے۔ جو ایرانی مجلس شوریٰ میں پیش ہو کر پاس بھی ہو چکی ہے۔ اور اب بغرض تبادلہ انگورہ روانہ کر دی گئی ہے۔

فلسطین کے نوجوانوں کا جوش ملی

فلسطین کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ مجلس جمعیۃ شبان المسلمین کے زیر اہتمام نوجوانوں نے سلطان صلاح الدین ایوبی سے عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے شاندار جلسے کئے۔ اور تقریروں میں ان کی شاندار تاریخی روایات کا ذکر کیا گیا۔

مصری حکومت کا میزانیہ

مصری حکومت کے میزانیہ کا اعلان ایک شاہی حکم کے ذریعہ کر دیا گیا ہے۔ آمد ۲۵۲۰۰ ۹ ۳۷ مصری پونڈ اور خرچ ۳۷۳۹۶۹۳ مصری پونڈ ہونگے۔ گویا ۱۵۲۸۲۷ پونڈ بچت ہوگی۔

الفضل کا خاتم النبیین نمبر

بزرگان سلسلہ اور دیگر اہل قلم اصحاب سے گزارش

جیسا کہ گزشتہ پرچہ میں اعلان ہو چکا ہے۔ اب کے سیرت النبیؐ کے جلسے ۶ نومبر کو منعقد کئے جائیں گے۔ اس مبارک تقریب پر حسب معمول "الفضل" اپنا خاتم النبیینؐ نمبر شائع کریگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس کے متعلق بزرگان سلسلہ اور اہل قلم اصحاب سے گزارش ہے۔ کہ جس طرح وُہ پہلے اپنے مضامین نظم و نثر بھیجکر کارکنان الفضل کو ممنون فرماتے رہے ہیں۔ اسی طرح اب بھی شکریہ کا موقعہ دیں۔ اور زیادہ سے زیادہ ۱۵ اکتوبر تک اپنے مضامین سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ارسال فرمائیں۔ بیرونی ممالک کے احباب کو چونکہ یہ اطلاع دیر میں پہنچے گی۔ اس لئے ان کے مضامین کے متعلق آخری وقت تک کوشش کی جائے گی۔ کہ درج کئے جا سکیں۔

اہل علم خواتین سے بھی مضامین کے لئے درخواست کی جاتی ہے۔ اور امید ہے۔ کہ وُہ حسب معمول خاتم النبیینؐ نمبر میں اپنا حصہ پوری کوشش اور سعی سے پورا کریں گی۔

پس اس مبارک کام کی طرف جلد توجہ فرمائی جائے۔ اور مضامین نویس اصحاب جلد سے جلد اپنے مضامین بھیجنے شروع کر دیں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ ۱۵ اکتوبر کے قریب ہی مضمون بھیجے جائیں۔ یہ تو بالکل آخری وقت ہے

یوم التبلیغ کے متعلق فہرستیں

جماعتوں کی طرف سے یوم التبلیغ میں شامل ہونے والے افراد کی فہرستیں بہت کم آرہی ہیں۔ متعدد بار اعلان کیا جا چکا ہے۔ اور بذریعہ سرکلر بھی تمام جماعتوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ مگر فہرستوں کی آمد کی رفتار تسلی بخش نہیں۔ تمام جماعتوں کو چاہیے۔ کہ جس قدر جلد ہو سکے۔ فہرستیں تیار کر کے دفتر ہذا کو بھجوا دیں مکرر تاکید ہے۔ ذیل کی جماعتوں کی طرف سے فہرستیں ۲۰ ستمبر تک موصول ہو چکی ہیں۔

۱۔ بٹالہ۔ ۲۔ چوہدریوالہ ضلع گورداسپور۔ ۳۔ شیخ وانی ضلع جالندھر۔ ۴۔ سارچور ضلع گورداسپور۔ ۵۔ پاروowal ضلع گورداسپور۔ ۶۔ لنگر وال ضلع گورداسپور۔ ۷۔ گھنیے بانگر ضلع گورداسپور۔ ۸۔ چھٹہ ضلع گورداسپور۔ ۹۔ میرٹھ شہر۔ ۱۰۔ جالندھر شہر۔ ۱۱۔ گوہد پور ضلع سیالکوٹ۔ ۱۲۔ تشکار ضلع گورداسپور۔ ۱۳۔ رہیڑ ضلع گورداسپور۔ ۱۴۔ بہلول پور ضلع گورداسپور۔ ۱۵۔ ڈیرہ بابا نانک۔ ۱۶۔ میانی داشیرہ ضلع گورداسپور۔ ۱۷۔ بکھیواں ضلع گورداسپور۔ ۱۸۔ گجرات شہر۔ ۱۹۔ درکالی ضلع سیالکوٹ۔ ۲۰۔ نور محل ضلع جالندھر۔ ۲۱۔ اودرہ ضلع سیالکوٹ۔ ۲۲۔ ڈیرہ غازیخاں۔ ۲۳۔ امرتسر شہر۔ ۲۴۔ جڑانوالہ۔ ۲۵۔ انبالہ شہر۔ ۲۶۔ احمدی پور ضلع جہلم۔ ۲۷۔ فہرست از طرف مولوی محمد مبارک صاحب سندھی۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

سیرت النبیؐ کے جلسے

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی تاریخ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ۶ نومبر مقرر کی ہے۔ اور علاوہ ان مضامین کے جن پر گزشتہ سالوں میں تقریریں کی جا چکی ہیں۔ اس سال کے لئے مندرجہ ذیل دو مضامین مقرر فرمائے ہیں۔

۱۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحیح تمدن کی بنیاد رکھی ہے۔

۲۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نوع انسان کو اعمال کی حکمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

پس احباب ان مضامین پر تقریر کرنے کی تیاری شروع کر دیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۷ — قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء — جلد ۲۰

آل کشمیر مسلم کانفرنس کا انعقاد

مسلمانانِ ریاست جموں و کشمیر کا اہم فرض

ہمارا مشورہ

چند ہی دن ہوئے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوا۔ کہ مسلمانان صوبہ جموں کی علیحدہ طور پر ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز کی جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانان صوبہ کشمیر کے ساتھ تصادم پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ تو ہم نے مخلصانہ طور پر علاقہ جموں کے معزز لیڈروں سے گزارش کی۔ کہ جب صوبہ جموں و کشمیر ایک ہی ریاست کے دو صوبے ہیں۔ اور ان میں بسنے والے مسلمان ایک ہی قسم کی تکالیف میں مبتلا ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ یک جائی اور متحدہ طور پر حقوق طلبی کی کوشش نہ کریں۔ اور کیوں کوئی علیحدہ کانفرنس منعقد کی جائے ؂

اس کے ساتھ ہی ہم نے اس بیم و رجا کے نازک دور کا ذکر کرتے ہوئے جس میں سے آج کل مسلمانانِ ریاست گزر رہے ہیں۔ یہ بھی لکھا۔ کہ وہ اصحاب جنہیں ریاست کے مسلمانوں کی راہ نمائی کا شرف حاصل ہے۔ اور جنہوں نے اس وقت تک کی جد وجہد میں قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ اور ہر قسم کی تکالیف بخوشی برداشت کی ہیں۔ وہ پہلے کی طرح مل کر اور ایک دوسرے کے مشورہ سے مسلمانوں کی راہ نمائی کریں۔ کیونکہ طریق کامیابی یہی ہے ؂

مسلمانانِ ریاست کو حالات کی نزاکت کا احساس

اس کے بعد سردار گوہر رحمٰن صاحب نے اپنی تجویز کردہ کانفرنس کی غرض و غایت کی تشریح کرتے ہوئے اخبارات کے نام جو بیان دیا۔ اس سے گونہ اطمینان ہو گیا۔ اور پھر شیخ محمد عبد اللہ صاحب قائدِ اعظم کشمیر کی جموں میں تشریف آوری اور مسلمان لیڈروں سے مشاورت نے کلیتہً مطمئن کر کے ہمیں یقین دلا دیا۔ کہ مسلمانان ریاست خدا کے فضل سے حالات کی نزاکت کا پورا پورا احساس رکھتے۔ اور متحدہ جد وجہد کی قدر و قیمت خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ چنانچہ جموں و کشمیر کے مسلمان لیڈروں نے متفقہ طور پر شیخ صاحب موصوف کی اس تجویز کا خیر مقدم کیا۔ کہ مسلمانان ریاست کی موجودہ سیاسی پیچیدگیوں کو حل کرنے کے لئے ایک آل کشمیر سٹیٹ مسلم کانفرنس منعقد کی جائے ؂

کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ

اب باقاعدہ طور پر مسلم نمائندگان جموں و کشمیر کے بورڈ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ ۱۵-۱۶-۱۷ اکتوبر کو کانفرنس سری نگر میں منعقد کی جائے۔ جس کے لئے ضروری انتظامات نہایت سرگرمی کے ساتھ کئے جا رہے ہیں۔ کانفرنس کی صدارت کا فخر نہایت ہی مناسب اور جائز طور پر شیخ محمد عبد اللہ صاحب کو حاصل ہوا ہے۔ جو اپنے خلوص، اپنے ایثار، اپنی فداکاری کے علاوہ قابلیت کے لحاظ سے بھی ہر طرح اس اعزاز کے اہل ہیں۔ استقبالیہ کمیٹی مقرر ہو چکی ہے اور اس نے اپنا کام نہایت تندہی سے شروع کر دیا ہے۔ ریاست کی تمام اسلامی انجمنوں کو دعوت دی جا رہی ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے نمائندے کانفرنس میں شرکت کے لئے منتخب کریں۔ اور مقررہ تاریخوں پر انہیں سری نگر بھیج دیں۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے ریاست کے ہر ضلع سے نمائندگان طلب کئے جا رہے ہیں۔ اور پوری پوری کوشش ہو رہی ہے۔ کہ کانفرنس کو تمام مسلمان باشندگان ریاست کی نمائندہ بنایا جائے۔ اور ہر حصہ ریاست کے لوگوں کو اپنی آراء کے اظہار کا موقعہ دیا جائے ؂

مشکلات پر غالب آنے کی ضرورت

اگرچہ ریاست میں رسل و رسائل کے ذرائع بہت محدود ہیں بلکہ بعض علاقوں کے لئے تو بالکل مفقود ہیں۔ علاوہ ازیں تعلیم کی بیحد کمی ہے۔ اور غربت حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک وجوہات ہیں۔ جنہوں نے ذمہ دار کارکنان کانفرنس کے فرائض کو بہت مشکل بنا دیا ہے۔ تاہم امید ہے۔ کہ ہر علاقہ اور ہر طبقہ کے نمائندگان کو مدعو کرنے میں کوشش اور سعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے گا۔ اس کے لئے ضرورت ہے۔ کہ ہر جگہ کے سرکردہ اور سمجھدار اصحاب کانفرنس کے کارکنوں سے پورا پورا تعاون کریں۔ اور جو اطلاع ان کے پاس پہنچے۔ اسے زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے اور اپنے ارد گرد کے مسلمانوں تک پہونچانے میں پوری سعی سے کام لیں۔ اس کے علاوہ خود بھی کانفرنس کی اہمیت اور ضرورت عوام کے ذہن نشین کریں۔ اور انہیں اپنے نمائندے بھیجنے کی تاکید کریں ؂

کانفرنس کی کامیابی کا اثر

اس کانفرنس میں مسلمانوں کے جس قدر زیادہ نمائندے شامل ہونگے۔ اسی قدر زیادہ فائدہ مرتب ہوگا۔ ایک طرف تو حکومت بآسانی اندازہ لگا سکے گی۔ کہ ہر حصہ اور ہر طبقہ کے مسلمان حقوق طلبی کے لئے کیسے صادقانہ جذبات رکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف وہ راہ نما جن کے کندھوں پر ساری قوم کی راہ نمائی کی نازک ذمہ واری عائد ہے۔ انہیں مشورہ طلب امور میں اپنی قوم کے زیادہ سے زیادہ نمائندوں کی آراء سے آگاہی ہو سکے گی۔ اور آئندہ کے لئے بہترین لائحہ عمل تجویز کیا جا سکے گا۔ پس ضرورت ہے۔ کہ ریاست کے ہر حصہ اور ہر علاقہ کے مسلمان نمائندے اس کانفرنس میں شریک ہوں۔ تکلیف اٹھا کر شریک ہوں۔ اپنی غربت اور افلاس کے ہاتھوں تنگ ہونے کے باوجود شریک ہوں۔ تاکہ اپنے لئے متفقہ طور پر طریق کار تجویز کر سکیں۔ اور اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنی عزت و آبرو کی بحالی کے لئے انہوں نے جو کام شروع کر رکھا ہے۔ اور جس کی خاطر تھوڑے سے عرصہ میں انہوں نے نہایت شاندار جانی اور مالی قربانیاں پیش کی ہیں۔ وہ مکمل ہو سکے ؂

کانفرنس میں شمولیت کی اہمیت

مسلمانانِ جموں و کشمیر نے جب حصولِ حقوق کے لئے اور ناقابل برداشت حق تلفیوں کے انسداد کے لئے انتہائی تشدد اور جبر کی پرکاہ جتنی بھی وقعت نہ سمجھی۔ اور ہر قسم کی تکالیف اور مصائب کو مردانہ وار لبیک کہا۔ تو کانفرنس میں شمولیت کے لئے وقت اور مال کی قربانی تو کوئی ایسی چیز ہی نہیں جسے کچھ وقعت دی جا سکے۔ اور خاص کر اس لئے کہ اس کانفرنس میں اس بات پر غور کیا جائے گا۔ کہ مسلمانان ریاست نے جان اور مال کی جو قربانیاں پیش کی ہیں۔ انہیں کس طرح بار آور اور نتیجہ خیز بنایا جائے ؂

ملک اور قوم کے لئے قربان ہونے والوں کی یاد

اتنے اہم مقصد کے لئے منعقد ہونے والی کانفرنس میں شریک ہونا

ہر درد مند مسلمان کا فرض ہے۔ اس کانفرنس کی کامیابی اس بات کا ثبوت ہوگی۔ کہ جن مسلمانوں نے اپنے وطن اور اپنی قوم کی خاطر خاک و خون میں غلطان ہونا گوارا کیا۔ جنہوں نے اپنی عزیز جانیں قربان کر دیں۔ جنہوں نے اپنے بچوں کا یتیم اور اپنی بیویاں کو بیوہ بنانے سے دریغ نہ کیا۔ انہیں فراموش نہیں کر دیا گیا بلکہ آج بھی ان کی یاد تازہ ہے۔ اور جس مقصد اور مدعا کی خاطر وُہ قربان ہوئے۔ وُہ مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہؤا۔ بلکہ اس کے حصول کے لئے وُہ ہر ممکن کوشش کرنے کے لئے تیار ہیں۔

پیش ہونے والے مسائل

اس کانفرنس میں جو مسائل پیش ہونگے۔ اور جن پر غور و خوض کیا جائے گا۔ ان کی تعیین وُہی اصحاب اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ جو شروع سے لے کر اس وقت تک اس جد و جہد میں مصروف ہیں۔ اور اس بارے میں انہی کا فیصلہ درست ہو سکتا ہے۔ اصل حالات اور مقامی معاملات کی ناواقفیت یا مصلحت وقت سے عدم آگاہی کے ہوتے ہوئے اگر کوئی اس بارے میں دخل دے۔ تو اس کی نادانی ہوگی۔ اور اس صورت میں انجام وہی ہو سکتا ہے۔ جو احراریوں کی جد و جہد کا ہؤا۔ انہوں نے جانی اور مالی تکالیف اٹھائیں۔ اور بے حد اٹھائیں۔ لیکن انہوں نے جو کچھ کیا۔ مقامی حالات اور ضروریات کو نظر انداز کر کے کیا۔ مقامی لیڈروں کے صلاح و مشورہ کے بغیر کیا۔ حتیٰ کہ ان کی رائے اور خواہش کے خلاف کیا۔ اس لئے نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ ان کی ساری جد و جہد ایک طرف تو مسلمانانِ ریاست کو نہ صرف کوئی فائدہ نہ پہنچا سکی۔ بلکہ کئی لحاظ سے نقصان کا موجب ہوئی۔ اور دوسری طرف خود ان لوگوں نے اپنا اور مسلمانوں کا سخت نقصان کیا۔ اور اب کشمیر کے معاملات سے کلیۃً دست بردار ہو کر الگ بیٹھ گئے ہیں۔

احتیاطی پہلو

غرض بیرونِ ریاست کے مسلمانوں کے لئے احتیاط کا پہلو یہی ہے۔ کہ وُہ اس بارے میں کوئی دخل نہ دیں۔ کہ مسلمانانِ ریاست کن مسائل پر کانفرنس میں غور و خوض کریں۔ جو لوگ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کر رہے ہیں۔ انہی کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ اپنے لئے طریقِ عمل تجویز کریں۔ پھر ان میں سے بھی عام لوگوں کا یہ فرض ہے۔ کہ جو اصحاب ان کی راہ نمائی کر رہے ہیں اور اخلاص و جوش کے ساتھ ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ان کی آرار کو اپنی آرار پر مقدم کریں۔

اتحاد و اتفاق کی ضرورت

غرض ہر رنگ میں کانفرنس کو کامیاب بنانے کی کوشش کیجائے پورے اتحاد و اتفاق کا ثبوت دیا جائے۔ اور ہر معاملہ کو ذاتیات سے

بالکل الگ ہو کر پورے غور و خوض کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ورنہ جو نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ریاست کے باشندے پہلے ہی اس کے متعلق کافی تجربہ رکھتے ہیں۔

جمعیۃ العلمار کی گاندھی پرستی

گاندھی جی نے اچھوتوں کو ان کے حقوق سے محروم رکھنے اور ہندوؤں کی غلامی میں زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور کرنے کے لئے خودکشی کی جو دھمکی دی۔ اس کی وجہ انہوں نے صاف طور پر یہ بیان کر دی ہے کہ یہ خالص مذہبی معاملہ ہے۔ جسے ہندو دھرم کی حفاظت کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہندو اخبارات ان کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ

"اس بار وُہ ایک ہندو کی شکل میں دُنیا کے سامنے آئے ہیں۔ ہندو دھرم کی حفاظت ان کا پرم دھرم ہے۔" (ملاپ ۱۶ ستمبر)

اور یہاں تک لکھ رہے ہیں۔ کہ:-

"آج تک ایک موقع ایسا نہیں آیا جبکہ انہوں نے صراحتہً یا کنایتہً اپنے ہندو ہونے سے انکار کیا ہو۔ پنڈت موتی لال نہرو نے تو یہاں تک بھی ایک موقعہ پر کہا۔ کہ پولٹیکل طور پر میں نہ ہندو ہوں۔ نہ مسلمان۔ لیکن مہاتما جی نے تو یہ بھی نہیں کہا۔ گئو رکھشا کے وُہ ہمیشہ حامی رہے ہیں۔ اور جب کبھی موقعہ آیا ہے۔ انہوں نے اس کے حق میں آواز اٹھائی ہے۔ ان کی اپاسنا کا طریق خالص ہندوانہ ہے۔ خیالات۔ جذبات۔ محسوسات۔ عادات کے لحاظ سے وُہ ہندو ہیں۔" (پرتاپ ۱۷ ستمبر)

گویا گاندھی جی کا یہ اقدام محض ہندو دھرم کی خاطر اور محض ہندو ہونے کی وجہ سے ہے۔ انہیں اس بات کی پرواہ نہیں۔ کہ اچھوتوں کی اس طرح حق تلفی ہوتی ہے۔ انہیں اس بات کی پرواہ نہیں۔ کہ اچھوت ہندوؤں کے مظالم کا تختۂ مشق بنتے رہیں گے۔ وُہ صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کو اچھوتوں پر جو اقتدار حاصل ہے۔ وُہ قائم رہے اور اچھوتوں کے حقوق کو غصب کر کے ہندو ہندوستان کی بہت بڑی اکثریت بنے رہیں۔

ظاہر ہے۔ کہ یہ مقصد ہر حق پسند انسان کے نزدیک نہایت ہی قابلِ نفرت اور لائقِ مذمت ہے۔ اور اس کی خاطر خودکشی کا مرتکب ہونا اتنا بڑا جرم ہے۔ جو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جمعیۃ العلمار ہند کے واحد آرگن "الجمعیۃ" (۱۶ ستمبر) نے گاندھی جی کو خراجِ تحسین ادا کرتے ہوئے جو افتتاحیہ شائع کیا ہے۔ اس کا عنوان رکھا ہے "ہندوستان کے بطلِ جلیل کا عزمِ صمیم"۔ اور لکھا ہے:-

"کیا ہندوستان ایک لمحہ کے لئے بھی یہ برداشت کر سکتا ہے کہ اپنے سب سے زیادہ جلیل القدر اور رفیع المنزلت فرزند کی جانِ عزیز کو جس نے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام ایشیار میں حریت و آزادی کا علم بلند کر کے ایثار و قربانی کی نادر الوجود مثال پیش کی ہے۔ اس طرح ضائع ہو جانے دے"

اگر کوئی ہندو یہ الفاظ گاندھی جی کے متعلق استعمال کرے۔ تو اسے حق ہو سکتا ہے۔ کیونکہ گاندھی جی نے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ ان کی تمام سرگرمیاں ہندوستان میں ہندو دھرم کے غلبہ کے لئے تھیں لیکن جب "جمعیۃ العلمار" کی طرف سے یہ کہا جائے۔ کہ "گاندھی جی سب سے زیادہ جلیل القدر اور رفیع المنزلت" ہیں۔ اور اس وقت کہا جائے۔ جبکہ وُہ خودکشی کا ارتکاب کرنے والے ہوں جسے اسلام نے بہت بڑا گناہ اور حرام کی موت قرار دیا ہے۔ تو جمعیۃ العلمار کی گاندھی پرستی میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ گاندھی جی ایک ایسے مذہب کی خاطر جان دینا چاہتے ہیں۔ جس کے پیرو ہندوستان سے اسلام کو مٹا دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جو طریق اختیار کر رہے ہیں۔ وُہ بھی اسلام کے نزدیک قطعاً ناجائز ہے۔ باوجود اس کے گاندھی جی کو جلیل القدر اور رفیع المنزلت قرار دینا سوائے اس کے کیا معنی رکھتا ہے۔ کہ یہ کہنے والوں کے نزدیک اسلام اور اسلام کے خدا کی کچھ بھی وقعت نہیں ہے۔

حج کا مسودۂ قانون منظور ہو گیا

اسمبلی کے حال کے اجلاس میں جو مسودۂ قانون حج پیش ہو کر بلا مخالفت منظور ہو گیا۔ اس کا مفاد یہ ہے۔ کہ حجاج کی امداد و نصرت کی تمام بندرگاہوں پر حج کمیٹیاں مقرر کی جائیں۔ اس مسودہ کی نام نہاد جمعیۃ العلمار نے اپنی طرف سے پوری پوری مخالفت کی۔ اور اسے مداخلت فی الدین قرار دے کر مسلمانوں کو خواہ مخواہ اشتعال دلانے کی کوشش کی۔ دوسری طرف حکومت سے بار بار کہا۔ کہ اس معاملہ میں دخل نہ دے۔ لیکن حکومت نے اسمبلی کے مسلمان ممبروں کی پُر زور تائید سے اس مسودہ کو منظور کر لیا۔

دراصل جمعیۃ العلمار کی مخالفت محض اس بنا پر تھی۔ کہ کانگرس کی تقلید میں حکومت کی کسی مفید سے مفید کارروائی کی بھی تائید نہ کی جائے۔ ورنہ اس مسودہ میں کوئی بات ایسی نہیں جس میں مداخلت فی الدین کا شائبہ تک پایا جائے۔ بلکہ اس کے ہر جزو کا مقصد یہ ہے۔ کہ حجاج کی امداد کی جائے۔ اس قانون کی حیثیت بعینہٖ وُہی ہے جیسا کہ اندرون ملک کے بعض مذہبی میلوں اور یاتروں کے سلسلہ میں انتظام کو حاصل ہے۔ اس قانون سے حجاج پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ حجاج کے سفرِ حجاز اور قیامِ حجاز کو مقابلۃً کم تکلیف دہ بنایا جائے۔

بہر حال یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ حکومت نے مسلمان ممبرانِ اسمبلی کی تائید سے یہ مسودہ منظور کر لیا۔ اور اس طرح ثابت ہو گیا۔ کہ جمعیۃ العلمار کی آواز بے ہنگام کی نہ تو مسلمانوں میں کوئی وقعت ہے۔ اور نہ حکومت میں۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت

ظلّی ۔ بروزی اور غیر حقیقی کی تشریح

پیغام کے پیشکردہ حوالہ جات

پیغام صلح کا ایک مضمون جسمیں بزعم خود "واقعات سے ادعائے نبوت کے الزام کی غیر مشتبہ تردید" کرنے کی سعی ناکام کی گئی تھی۔ اس کے ایک حصہ کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے اور علی رؤس الاشہاد یہ امر ثابت کیا گیا ہے۔ کہ پیغام صلح کا خیال بالکل غلط ہے۔ اور واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی تائید میں ہیں۔ اس کے اگلے حصہ میں آپنے یہ اعتراف کرنے کے بعد کہ "اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی نسبت نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں مگر استعارہ یا مجاز کے طور پر یا لغوی رنگ میں اور رفع التباس کی غرض سے بارہا اس کی نسبت صراحت فرمائی ہے۔ تا کہ غلط فہمی واقع نہ ہو۔" چند ایسے حوالجات کا درج کرنا اس جگہ "موزوں" خیال کیا ہے۔ جن میں حضور علیہ السلام نے اپنے آپکو ظلی۔ بروزی اور غیر حقیقی نبی وغیرہ قرار دیا ہے۔ جس کے معنی نامہ نگار پیغام صلح کے نزدیک یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام نبی نہ تھے:

اہل پیغام کی خوش فہمی

لیکن یہ محض خوش فہمی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے ہی نہیں۔ تو پھر ظل اور بروز کے ساتھ نبوت کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ نہ آپ نبوت کا ذکر کرتے۔ نہ کوئی جھگڑا پیدا ہوتا۔ بلکہ چاہیئے تھا۔ کہ اگر آپ واقعی اپنے آپ کو نبی نہ سمجھتے تھے اور آپ کا یہی منشاء تھا۔ کہ لوگ آپ کو نبی نہ سمجھیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان الفاظ کو بھی کوئی تاویل کر دیتے۔ جن میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ آپ کا ان الفاظ کو ان کے اصل مفہوم میں اپنے اوپر چسپاں کرنا پھر وحی الٰہی میں آپ کو بار بار نبی اور رسول کے نام سے پکارا جانا۔ اور آپ کا انہیں تسلیم کرتے ہوئے تشریحاً ظل بروز اور مجاز وغیرہ اصطلاحات قائم کرنا اس مدعا کے صریحاً خلاف ہے جو غیر مبائعین ان الفاظ سے نکالنا چاہتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ اصطلاحات

قرآن کریم۔ احادیث۔ ائمہ سلف کی تحریرات اور پھر ان الہامات میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے۔ کہیں بھی ان اصطلاحات کا کوئی ذکر نہیں۔ شریعت اسلامیہ میں انبیاء کا ایک ہی درجہ ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل شدہ وحی میں بھی صاف طور پر آپ کو نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ اور اس میں کہیں ظلی یا بروزی و مجازی کا ذکر نہیں۔ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی قائم کردہ اصطلاحات ہیں۔ جن کا منشاء یہ ہے۔ کہ ان لوگوں پر جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ چونکہ شریعت اسلامیہ کا کوئی شعشہ بھی قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن پاک کے بعد کوئی نئی شریعت نازل نہیں ہو سکتی۔ اور نبی کے آنے کی غرض صرف یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی نئی شریعت لائے۔ یہ واضح کر سکیں۔ کہ آپ اس قسم کی نبوت کے مدعی ہرگز نہیں ہیں۔ جسکا خاکہ ان کے اذہان میں ہے۔ ہاں نبوت کے حقیقی معنوں میں آپ ضرور نبی ہیں:

ظلّی نبوّت کی تشریح

اللہ تعالےٰ نے آپ کو نبی اور رسول کہکر پکارا ہے

جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا۔ لیکن عامۃ المسلمین کے نزدیک چونکہ نبوت کی یہ تعریف تھی۔ جس سے سابقہ شریعت کی تنسیخ لازم آتی ہے۔ اس لئے آپ نے اُن کی غلط فہمی کو دور کرنے اور رفع التباس کے لئے یا مخالف علماء کی طرف سے عوام میں غلط فہمی پیدا کرنے کے امکان کو کم کرنے کے لئے وضاحت کرتے ہوئے یہ اصطلاحات قائم فرمائیں۔ اور بتایا۔ کہ میری نبوت اس قسم کی نبوت نہیں جو تم سمجھے بیٹھے ہو۔ بلکہ یہ غیر تشریعی نبوت ہے جو قرآن کریم کی کامل متابعت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری اطاعت کے صدقہ میں ملی ہے۔ آپ کی پیروی میں چونکہ میں فنائیت کے مقام پر پہنچ گیا۔ اس لئے آپ کے فیضان کے پرتو مجھ پر اس شدت کے ساتھ نازل ہوئے۔ کہ ظلی طور پر نبوت کا درجہ مجھے عطا ہو گیا۔

حضرت مسیح کی اپنی نبوت کے متعلق تشریح

اگر ان تشریحی اصطلاحات کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو درجہ نبوت سے محروم سمجھا جائے۔ تو اس کی زد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی پڑیگی۔ کیونکہ انہوں نے بھی اپنے منصب کی وضاحت کرنا ضروری سمجھا۔ تا عوام الناس کو غلط فہمی نہ ہو۔ مثلاً ان کو اللہ تعالےٰ نے صرف نبی کہہ کر پکارا۔ یہ کہیں مذکور نہیں۔ کہ آپ شریعت موسویہ کی پیروی کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو جو الہامات ہوئے ان میں آپ کو صرف نبی کہہ کر پکارا گیا۔ تشریعی یا غیر تشریعی کی کوئی تشریح نہ تھی۔ لیکن آپ خود چونکہ سمجھتے تھے۔ کہ آپ کی نبوت کی نوعیت کیا ہے۔ اس لئے لوگوں کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے آپ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ مت خیال کرو۔ کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا۔ منسوخ کرنے کو نہیں۔ بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شعشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو" (متی باب ۵ آیت ۱۷ و ۱۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے تشریح

یہ بعینہٖ اسی قسم کی تشریح ہے جیسی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعویٰ کے متعلق بایں الفاظ فرمائی

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ ہی میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ ؎

"من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب"

اس کے معنی صرف اس قدر ہیں۔ کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں"

نئی شریعت اور نبوت لازم و ملزوم نہیں

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ

یہ اصطلاحات ہرگز ہرگز آپ کے دعویٰ نبوت کے منافی نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے باوجود آپ ایسے نبی ہیں۔ جیسے دیگر انبیاء بے شک آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ لیکن شریعت اور نبوت کا لازم و ملزوم ہونا کسی طور سے بھی ثابت نہیں۔ یہ ایک خصوصیت ہے جو بعض نبیوں کو حاصل ہوئی۔ اور بعض کو نہیں لیکن ایسی خصوصیات کو نبوت کے شرائط نہیں کہا جا سکتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں ہر "نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸)

ظل اور بروز کے الفاظ کیوں وضع کئے گئے

ظل اور بروز وغیرہ اصطلاحات صرف اس امر کو ظاہر کرنے کے لئے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت کس طرح حاصل ہوئی چونکہ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ نبی کے آنے سے پہلی شریعت منسوخ ہو جاتی ہے۔ اور پہلے نبی کا دور ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ نے یہ اصطلاحات قائم کر کے یہ بتانا چاہا۔ کہ میری نبوت اس قسم کی نہیں۔ بلکہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل متابعت اور غلامی کے طفیل یہ رتبہ پایا ہے۔ اور میں آپ کی شریعت کو منسوخ کرنے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ اسے زندہ کرنے اور دنیا پر اس کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ ویسی ہی تشریح ہے جیسی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنی نبوت کے متعلق فرمائی۔ اور اگر اس تشریح کے باوجود حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ تو کس قدر ناانصافی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محض ویسے ہی الفاظ کی بنا پر غیر نبی کہا جائے

مزید وضاحت

اس امر کی مزید وضاحت کے لئے کہ ان اصطلاحات کی وجہ سے نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ ان میں صرف حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ جو قرآن کریم یا کسی حدیث کی رو سے منافی نبوت نہیں۔ ایک دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں عام طور پر لوگ اپنی قابلیت، استعداد اور کوشش سے دنیوی مراتب حاصل کرتے ہیں۔ لیکن ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بعض لوگ کسی بارسوخ آدمی کی خدمات کے باعث عروج پر پہنچ جاتے ہیں مگر کیا کبھی دیکھا گیا ہے۔ کہ ایک ہی مرتبہ پر فائز ہونے والے دو عہدیداروں میں محض اس وجہ سے کسی قسم کا امتیاز روا رکھا جائے۔ کہ ان میں سے ایک نے خاندانی خدمات کی وجہ سے منصب حاصل کیا ہے۔ اور دوسرے نے ذاتی کوشش اور سعی سے۔ اسی طرح کسی یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے عام طور پر لوگ کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو پرائیویٹ طور پر محنت کر کے کوئی ڈگری حاصل کر لیتے ہیں۔ کیا انہیں کوئی شخص محض اس لئے ڈگری سے محروم قرار دے سکتا ہے۔ کہ انہوں نے کالج میں داخل ہو کر امتحان نہیں دیا۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ بی۔ اے۔ یا ایم اے تو دونوں میں صرف ڈگری حاصل کرنے کے طریقوں میں اختلاف ہے۔ ایک نے ایک طریق سے اسے حاصل کیا۔ تو دوسرے دوسرے طریق سے۔

یہ اصطلاحات خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہیں

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے متعلق سمجھنا چاہیئے نفس نبوت کے لحاظ سے آپ بھی ویسے ہی نبی ہیں۔ جیسے دیگر انبیائے کرام۔ اور خدا تعالےٰ آپ کو اسی طرح نبی اور رسول کہتا رہا۔ جس طرح دیگر انبیاء کو۔ ہاں نبوت کے حصول کے طریق میں اختلاف ہے۔ اور اسی کو ظاہر کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود یہ اصطلاحات قائم کیں۔ تا معلوم ہو سکے۔ کہ آپ نے یہ رتبہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطہ اور آپ کی غلامی کے طفیل حاصل کیا ہے۔ عقل و خرد کو بالائے طاق رکھے بغیر کوئی شخص یہ خیال ہی کس طرح کر سکتا ہے۔ کہ ان سے نفی نبوت لازم آتی ہے جب کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطور تشریح یہ الفاظ استعمال کئے۔ اور خدا تعالےٰ کی وحی میں ان کا کوئی ذکر نہیں چنانچہ حضور علیہ السلام نے صاف الفاظ میں لکھا ہے۔ "صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک سوال

ظلی و بروزی نبوت کے متعلق حوالہ جات پیش کرنے کے بعد پیغام صلح نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ نمبر ۱۴۹ اور ۱۵۰ کی تشریح کی ہے جو یوں ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا۔ "تریاق القلوب صفحہ ص۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے کہ اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے۔ کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ پھر ریویو جلد اول نمبر ۶ ص۲۵۷ میں مذکور ہے۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ پھر ریویو ص۴۷۵ میں لکھا ہے مجھے قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا۔ تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں۔ وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ ہرگز نہ دکھاتا۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے جواب

اس سوال کا جو جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا ہے وہ غیر مبائعین کے عقائد کے لئے بم کے گولہ سے کم نہیں حضور فرماتے ہیں "اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ تو اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"

پیغام صلح کی رکیک تاویل

چونکہ یہ حوالہ صریح طور پر نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہے۔ اور چونکہ یہ ناممکن ہے۔ کہ اس عبارت کی موجودگی میں کوئی شخص جو آپ پر ایمان رکھنے کا مدعی ہو۔ آپ کی نبوت کا انکار کر سکے۔ اس لئے پیغام صلح نے اس عبارت کے مفہوم کو مشتبہ کرنے کے لئے لکھا ہے۔ کہ

"افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ سرے سے سوال کے متعلق ہی غور نہیں کیا گیا۔ سائل نے نبوت کے متعلق سوال ہی نہیں کیا وہ تو فضیلت کی نسبت دریافت کرتا ہے۔۔۔۔ نبوت کے متعلق تو اس کے بیان میں اشارہ تک نہیں پایا جاتا" پھر جواب میں اعلان نبوت کے کیا معنے اور اس قدر عظیم الشان دعویٰ کا اعلان کسی سائل کے غیر متعلق سوال کے جواب میں ضمناً ذکر کرنا کس قدر تعجب انگیز ہے"

گویا لمبے چوڑے ایچ پیچ کے بعد اس صاف اور واضح عبارت کو ایک گورکھ دھندا بنانے کی کوشش کی ہے لیکن خواہ کچھ کیا جائے ان الفاظ کی موجودگی میں نبوت مسیح موعود کے اقرار کے سوا چارہ نہیں

تناقض کیوں ہوا

بات اصل میں یہ ہے۔ کہ اس عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ اس تناقض کی وجہ یہ ہے۔ کہ میں اوائل میں چونکہ ان الہامات کی حسب عقیدہ عامۃ المسلمین تاویل کیا کرتا تھا۔ جو میری نبوت و رسالت کے متعلق ہوتے تھے۔ اس لئے اس وقت میں نے حضرت مسیح پر اپنی فضیلت سے انکار کیا۔ لیکن جب خدا تعالےٰ کی "بارش کی طرح وحی" نے یہ بتایا۔ کہ میں ان سے افضل ہوں۔ تو مجھے یہ تسلیم کرنا پڑا جس سے تناقض پیدا ہوا۔

نبی سے افضل ضرور نبی ہے

باقی یہ کہنا کہ اس میں فضیلت کا ہی سوال ہے نبوت کا نہیں یہ صریح دھوکا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص ایک نبی سے افضل بھی ہو۔ اور پھر نبی بھی نہ ہو جب وجودی طور پر نہیں۔ بلکہ اپنی تمام شان میں ایک نبی سے بڑھ گیا۔ تو ایک عقلمند کس طرح کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ درجہ نبوت سے محروم ہے۔ پہلی عبارت یعنی تریاق القلوب میں جب حضرت

بہاولپور میں ایک احمدی کے خلاف تنسیخ نکاح کا مقدمہ

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہاولپور کی عدالت میں دیوبندی مولویوں پر احمدی علماء کی جرح

الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے

(گذشتہ سے پیوستہ)

مولوی انور شاہ صاحب پر جرح

گذشتہ پرچہ میں مولوی جلال الدین صاحب شمس کا یہ سوال درج ہو چکا ہے۔ کہ اخبار غیبیہ جو آئندہ زمانہ سے متعلق ہوں۔ ان میں اجماع ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ مولوی انور شاہ صاحب نے اس کا جواب دیا ہاں اجماع ہو سکتا ہے۔ اس سے آگے حسب ذیل جرح شروع ہوئی

شمس مسلم الثبوت جلد ۲ صہ ۱۹۵ کی اس عبارت کا ترجمہ کر دیں واما فی المستقبلات کاشراط الساعة وامور الآخرة فلا عند الحنفیة لان المجمعین لا یعلمون الغیب لا مدخل فیھا للاجتھاد **انور** (بجائے ترجمہ کرنے کے کہا) اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر واقعہ پیش آ گیا۔ اور مجتہد کو حکم دینا ہے تو اتفاق اور اجماع کریں۔ تو وہ حجت ہے۔ اور آئندہ چیزیں جو غیبی ہیں۔ ان میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ اگر تواتر ہو جائے تو اس کو ایمانی عقیدہ قرار دو۔ اور ان کی مثالیں مت تلاش کرو۔ جب واقعہ ہو گا۔ تو خود معلوم ہو جائے گا۔ **شمس** میں اس کا لفظی ترجمہ کرتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ جو باتیں آئندہ زمانے میں ہونے والی ہیں۔ جیسے اشراط ساعت اور امور آخرت تو ان میں حنفیہ کے نزدیک اجماع نہیں ہو سکتا۔ (کیونکہ یہ باتیں غیب سے تعلق رکھتی ہیں۔) اور غیب میں اجتہاد کے لئے دخل دینے کی گنجائش نہیں مولوی انور شاہ تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ ایسی باتوں میں بھی اجماع ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بات بداہتہً غلط ہے۔ کیونکہ علمائے اصول نے تصریح کی ہے۔ کہ امور غیبیہ میں جو کہ مستقبل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اجماع نہیں ہو سکتا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مسیح کا نزول بھی ایک امر غیبی ہے۔ جو مستقبل سے تعلق رکھتا ہے۔ لہٰذا اس میں بھی اجماع نہیں ہو سکتا۔

جج ۔ یہ باتیں آپ اپنی شہادت میں پیش کر سکتے ہیں۔ (عدالت نے مسل میں ایسی بہت سی باتیں نہ لکھیں۔ اور وجہ یہ بتائی۔ کہ مدعا علیہ اپنی شہادت میں یہ باتیں پیش کر سکتے ہیں)

شمس خلافت راشدہ کا ماننا ضروریات دین میں سے ہے یا نہیں۔ اور اس کا منکر کافر ہے یا نہیں۔ **انور** خلیفہ کا ماننا اجزائے ایمان اور عقائد میں داخل نہیں۔ جداگانہ ایک واجبات میں سے ہے

شمس۔ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کا اجماع ہوا یا نہیں۔ **انور** کسی مسئلہ کی جیسی حقیقت ہو گی۔ ویسا ہی اس پر اجماع ہو گا۔ صحابہ کا اجماع جو کسی عملی استصواب یا شرعی پر ہو اس کا منکر کافر ہو گا۔ **شمس** شرح فقہ اکبر صہ ۱۴۷ پر یہ عبارت ہے ولو انکر احد خلافة الشیخین یکفر ... لانھا ثبتت بالاجماع من غیر نزاع الخ کہ اگر کوئی شخص حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کا انکار کرے۔ تو وہ کافر ہو جائیگا ... کیونکہ ان دونوں کی خلافت بغیر کسی نزاع کے اجماع سے ثابت ہے۔ **انور** اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جو روافض انہیں مستحق خلافت ہی نہیں سمجھتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ وہ خلیفہ ہی نہیں ہوئے۔ وہ کافر ہیں۔ **شمس** کیا حیات مسیح کا مسئلہ اجماعی ہے۔ اور اس کا منکر کافر ہے؟ **انور** حیات مسیح کا مسئلہ اجماعی ہے۔ اور اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔ تواتر سے ثابت ہے۔ سوائے ملحدین کے اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ **شمس** کیا آپ کسی کتاب کا حوالہ اس بات کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں۔ کہ صحابہ نے مسیح کے آسمان پر بجسدہ العنصری زندہ رہنے پر اجماع کیا؟ **انور** (کتابیں تلاش کرنے لگے۔ آخر تفسیر روح المعانی سے ایک عبارت پڑھی جس میں لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح آخری زمانہ میں نبی ہو کر آئیں گے۔) **شمس** میرا سوال یہ نہیں۔ کہ وہ آئیں گے۔ یا نہیں۔ میرا سوال تو یہ ہے۔ کہ ان کی حیات پر صحابہ کا اجماع ہوا یا نہیں۔ **انور** لکھا ہے۔ کہ اتفاق کیا ہے۔ اصحاب اخبار و تفسیر نے کہ عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے بدن کے ساتھ زندہ۔ اگر کوئی اختلاف ہے۔ تو یہ کہ موت رفع سے پہلے ہوئی یا سو گئے۔ **شمس** یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔

جج (مولوی انور شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر) وہ آپ سے صحابہ کا اجماع پوچھتے ہیں۔ **انور** میرا وہی جواب ہے۔ جو دے چکا ہوں **شمس** اکمال الاکمال جلد اول صہ ۲۶۵ میں لکھا ہے وقال اکثر العلماء ان عیسیٰ لم یمت بل رفع وفی العتبیة قال مالک مات الخ کہ امام مالک کا قول عتبیہ کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔ **انور** (کتاب ہاتھ میں لیکر دیر تک ورق گردانی کرتے رہے آخر کار کہا۔) اس کا جواب بھی یہیں لکھا ہے۔ (کتاب کے دوسرے صفحہ سے ایک عبارت پڑھی) کہ مسیح علیہ السلام جب آئیں گے۔ تو مہدی نماز قائم کرنے والا ہو گا الخ

جج یہ تو نزول سے متعلق ہے۔ آپ یہ بتائیں۔ کہ امام مالک نے یہ کہا ہو کہ حضرت مسیح آسمان پر چلے گئے۔ اور ابھی تک زندہ ہیں؟ (مولوی انور شاہ صاحب امام مالک کا کوئی قول مسیح علیہ السلام کی زندگی کے متعلق پیش نہ کر سکے۔) **شمس**۔ کمالین حاشیہ جلالین میں امام ابن حزم کا یہ قول مذکور ہے۔ تمسک ابن حزم بظاھر الایة وقال بموتہ کہ ابن حزم نے اس آیت سے مسیح کی موت پر استدلال کیا ہے **انور**۔ ابن حزم کا جو بیان یہاں ہے۔ وہ نقل غلط ہے۔ بیان میں اس کتاب سے دوسری عبارت لکھائی گئی ہے۔ **شمس** سر سید احمد خان ان کے ہم خیال اسی طرح مصر کے مشہور اسلامی لیڈر سید محمد عبدہ مفتی دیار مصریہ جو حیات مسیح کے قائل نہیں۔ وہ کافر ہیں یا مسلمان

جج میں اس سوال کو روکتا ہوں۔ **شمس** اگر کوئی شخص باوجود بار بار تاکید کے نماز نہیں پڑھتا۔ تو اس کا کیا حکم ہے؟ **انور** اگر وہ فرضیت نماز کا انکار کرے۔ تو کافر ورنہ فاسد اور شدید عاصی ہو گا

شمس ان حدیثوں کا ترجمہ کریں

(۱) بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰة (ابوداؤد)

(۲) من ترک الصلوٰة متعمداً فقد کفر

انور تین اماموں کا اتفاق ہے۔ وہ فاسق ہو گا۔ اور امام احمد کے نزدیک بے نمازی کافر ہے **شمس** کہاں لکھا ہے۔ تین اماموں کا اتفاق ہے۔ دیکھئے شرح فقہ اکبر صہ ۱۶۴ پر لکھا ہے۔ وکذالک ترک الصلوٰة موجب للقتل عند الشافعی رحمة اللہ وارتداد عند احمد رحمة اللہ فترک الصلوٰة من الخلافیة کہ نماز کا ترک امام شافعی کے نزدیک موجب قتل ہے۔ اور امام احمد کے نزدیک ارتداد ہے۔ (صدر المدرسین نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور عدالت نے بھی اس سوال کو رد کر دیا) **شمس** فرمائیے اسلام کی پانچ بناؤں میں اقرار فریضة الصلوٰة کو بناء قرار دیا گیا ہے۔ یا اقام الصلوٰة یعنی نماز کو قائم کرنا بناء اسلام ہے۔ یا فرضیت نماز کا اقرار اگر صرف فرضیت نماز کا اقرار بناء اسلام ہوتا۔ تو آپ کا جواب صحیح ہو سکتا تھا۔ لیکن حدیث میں بناء اسلام نماز کا قائم کرنا ہے۔ اس کی فرضیت کا اقرار نہیں۔ اسی طرح زکوٰة کا دینا بناء اسلام ہے۔ نہ کہ صرف اقرار فریضہ زکوٰة یہی وجہ ہے۔ کہ زکوٰة کی عدم ادائیگی پر حضرت ابوبکرؓ نے قتال کیا۔ **انور** جس حدیث میں پانچ بناء اسلام کا ذکر ہے۔ اس کے مقابل میں دوسری حدیث ہے۔ کہ پانچ نمازیں فرض کیں خدا نے۔ جس نے اچھا کیا وضو ان کا اور پڑھی نماز اپنے وقت پر اور پورا کیا رکوع ان کا۔ اور کیا خشوع۔ تو وہ خدا کی ضمانت میں ہے۔

اور جس نے ایسا نہ کیا وہ خدا کی ضمانت میں نہیں الیٰ آخرہ۔

شمس:۔ یہ حدیث تو ہماری تائید کرتی ہے کہ نماز کا ادا نہ کرتا خدا کی ضمانت میں نہ رہتا ہے۔ پس یہاں سے بھی یہی نکلتا ہے کہ صرف نماز کی فرضیت کا اقرار کر لینے سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نماز پڑھنے سے ہو سکتا ہے اور نماز کے عدم قیام سے خدا کی ضمانت سے نکل جاتا ہے۔

جج:۔ یہ سوال بحث سے خارج ہے۔ **شمس**:۔ میں شرح فقہ اکبر سے چند عبارتیں پڑھتا ہوں۔ **جج**:۔ آپ صرف ان عبارات کا ترجمہ سنائیں عربی عبارت نہ پڑھیں۔ **شمس**: بہت اچھا (۱) اگر کوئی عورت ایمان اور اسلام کی صفت سے جاہل ہو تو امام محمد نے کہا ہے اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان جدائی کی جاوے۔ شرح فقہ اکبر ص۱۶۷ (۲) اگر کسی کافر نے ایک مسلمان سے کہا مجھ پر اسلام پیش کر۔ اس نے جواب میں کہا کہ فلاں مولوی کے پاس جا۔ تو وہ مسلمان کافر ہو گیا۔ ص۱۶۷

(۳) اگر کسی مسلمان سے کہا گیا۔ کہ کیا تو مومن ہے۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ تو وہ کافر ہو گیا۔ اسی طرح ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے دل سے تصدیق کی اور زبان سے گواہی دی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں پوچھا گیا کہ کیا اس کا قتل جائز ہے اس نے کہا مجھے معلوم نہیں تو وہ کافر ہو گیا (۴) جس نے کسی عالم سے بغیر سبب ظاہری کے بغض رکھا وہ کافر ہے۔ (۵) استخفاف علماء باتفاق علماء کفر ہے ص۱۵۶

(۶) جس مسلمان نے (بطور ڈرامہ) اپنے آپ کو معلم اور استاد بنایا۔ اور سونٹا ہاتھ میں لے کر بچوں کو مارا تو وہ کافر ہو گیا (۷) اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان سے کہا۔ چلو فلاں مجلس وعظ میں چلیں اس نے کہا جو باتیں وہاں مولوی صاحب بتاتے ہیں۔ ان پر کون عمل کر سکتا ہے۔ یا کہا مجھے ایسی مجلس سے کیا تعلق تو وہ کافر ہو گیا۔ (۸) اگر کسی نے کسی دوسرے سے کہا تو مجلس وعظ میں نہ جا۔ اگر جائیگا تو تیری بیوی تجھ پر حرام ہو جائیگی۔ یا اسے طلاق ہو جائیگی۔ اگر مذاق کے رنگ میں ایسا کہا تو وہ کافر ہو گیا۔

(۹) اگر کسی عورت نے کہا کہ ایسے خاوند پر جو عالم اور مولوی ہے خدا کی لعنت ہو تو کافر ہو جائیگی۔

(۱۰) جس نے کسی عالم کو عویلم (یعنی مولوی شولوی) کہدیا تو وہ کافر ہو گیا۔ ص۱۵۸

(۱۱) جو شراب پیتے وقت بسم اللہ کہے وہ کافر ہو گیا ص۱۵۳

(۱۲) کسی نے کسی سے کہا کہ خدا کے واسطے یہ کام کر۔ اس نے کہا نہیں کرتا۔ تو وہ کافر ہو گیا۔ ص۱۶۷

مولوی صاحب سے دریافت کیا جائے کہ یہ تمام کفر کے فتوے اس کتاب میں ہیں یا نہیں جس سے ہم پر کفر کا فتویٰ لگایا جا رہا ہے۔

جج:۔ اس سوال کا کیا تعلق ہے۔

شمس:۔ تعلق بالکل واضح ہے کہ علماء دیوبند وغیرہ جن باتوں کو ضروریاتِ دین سے سمجھتے ہیں وہ معلوم ہو جائیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ان علماء کے فتووں کی بناء پر موجودہ لوگوں میں سے کتنے ایسے مسلمان ہیں جن کے نکاح باقی رہ جاتے ہیں اور ان کی اولاد صحیح النسب ثابت ہوتی ہے۔

جج:۔ (مولوی انور شاہ سے مخاطب ہو کر) کیا یہ باتیں شرح فقہ اکبر میں لکھی ہیں؟

انور:۔ ہاں یہ تمام باتیں لکھی ہیں۔ لیکن ایک چیز جو ایک کے لئے کفر کا موجب ہوتی ہے دوسرے کے لئے نہیں ہوتی۔ لیکن ہم نے جو باتیں ان کے عقاید کے متعلق بیان کی ہیں۔ وہ اختلافی نہیں۔ بلکہ متفق علیہ ہیں۔ اختلافی مسائل کو ہم نے پہلے ہی ترک کر دیا اور انہیں بیان نہیں کیا۔

شمس:۔ کیا یہ مسائل (جو اوپر بیان کئے گئے ہیں) اختلافیہ ہیں؟

انور:۔ ہاں یہ مسائل اختلافیہ ہیں۔

شمس:۔ کس نے اختلاف کیا ہے صاحب کتاب (شرح فقہ اکبر) نے تو کسی اختلاف کا ذکر نہیں کیا۔

جج:۔ میں اس سوال کو روکتا ہوں۔

شمس:۔ آپ نے متواتر کی اقسام بیان کرتے ہوئے تواتر قدرِ مشترک کی ایک مثال حاتم طائی کی بھی دی تھی کہ اگر کوئی اسکی سخاوت کا انکار کرے تو وہ بھی کافر ہو جائیگا۔ فرمایئے کیا اخبار متواترہ غیر شرعیہ کا انکار بھی موجب کفر ہے؟

یہ سوال سن کر مولوی صاحب مبہوت ہو گئے اور مجسٹریٹ نے کہدیا۔ میں اس سوال کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ حاتم طائی کی مثال اصل پر نہیں آئی۔

شمس:۔ مولوی صاحب نے اپنی شہادت میں اسے بیان کیا ہے۔ اس لئے ان سے جواب لیا جائے نیز میں تو اصولی رنگ میں ان سے دریافت کر رہا ہوں۔

جج:۔ نہیں آپ آگے چلیں۔ اس سوال کو چھوڑ دیں۔

شمس:۔ مولوی صاحب! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اسی ریاست کے علماء نے بقیادت حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ حق ؓ دیوبندیہ کے خلاف ایک فتویٰ صادر کیا جس کی وجہ سے ایک دیوبندی عالم کو جو اس وقت ریاست میں ایک معزز عہدہ پر سرفراز تھے ریاست سے نکلنا پڑا۔

انور:۔ مجھے معلوم نہیں

جج:۔ یہ سوال غیر متعلق ہے

شمس:۔ غیر متعلق نہیں کیونکہ انہوں نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ دیوبندیوں میں کوئی وجہ کفر نہیں پائی جاتی۔

جج:۔ میں اس سوال کو روکتا ہوں

شمس:۔ مولوی صاحب آپ نے کہا ہے۔ کہ بریلوی اور دیوبندی علماء میں قانون کا اختلاف نہیں۔ واقعات کا ہے۔ میں اس کے متعلق مولوی احمد رضا خان صاحب سرگروہ علماء بریلوی کی کتاب حسام الحرمین ص۱۰۰ کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں جس میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی وغیرہ کے عقائد ذکر کر کے لکھا ہے کلھم مرتدون باجماع الاسلام کہ یہ تمام علماء باجماع اسلام مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ اس پر علماء حرمین شریفین کی مہریں اور دستخط ہیں۔ کہ فتویٰ کفر صحیح اور درست ہے۔ (جب کتاب سے مہریں دکھائی گئیں۔ اس پر پیچھے بیٹھے ہوئے مولویوں نے کہا اصل فتوے پیش کیا جائے)

شمس:۔ یہی اصل فتوے ہے چھپی ہوئی کتاب ہے۔ کیا آپ اس کا انکار کر سکتے ہیں؟

انور:۔ جن عقائد کی بناء پر کفر کا فتوے لگایا گیا ہے علماء دیوبند ان کے قائل نہیں۔

شمس:۔ دیوبندی علماء کی کتب کے حوالے دیکر اور ان کے عقائد لکھ کر یہ فتویٰ کفر لگایا گیا ہے۔ اور وجوہ تکفیر یہ تین بیان کئے گئے ہیں۔ اول ختم نبوت کا انکار جیسا کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین یعنی کنہیا سے حضورؐ کو تشبیہ دینا جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور حضور کو اپنا بڑا بھائی کہنا۔ تیسرے امکان کذب باری کہ خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔

اس پر اس دن کی جرح ختم ہوئی۔

توسیع اشاعت الفضل

۱۳ اگست لغایت ۲۰ ستمبر ۱۹۳۲ء

خود خریدار بنے:۔ ۲۷ حافظ مبین الحق صاحب امرتسر ۱ سید غلام حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ رہتک ۱ حکیم غلام حسین صاحب قادیان ۱ بابو محمد عبد اللہ صاحب رائی کھیت ۱ قاضی محمد شریف صاحب لدھیانہ ۱ حاجی غنی موسیٰ صاحب میسور ۱ بابو عبد الرحمن صاحب امیر جماعت کوہاٹ ۱ بابو محمد عبد اللہ صاحب محاسب سرگودھا ۱ کل میزان ۳۵

اس سوا مہینے کی فہرست سے ظاہر ہے۔ کہ احباب کرام نے توسیع کی طرف پوری توجہ نہیں کی۔ ۳۵ خریدار بڑھے ہیں جنہیں صرف ۰ دوسروں کی سعی سے ہیں۔ تو قریباً ۶۵ کم بھی ہوئے ہیں۔ اس لئے دراصل یہ ترقی نہیں ہے پس مہربانی فرما کر دوست الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے جدوجہد۔

کارخانہ ہوزری قادیان کے حصص خریدیں

چونکہ بعض صاحبان باوجود سرمایہ دار ہونے کے سرمایہ کو بوجوہ تجارت پر نہیں لگا سکتے۔ اس لئے ۱۹۳۲ء کی مجلس مشاورت میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی۔ کہ مرست کوئی ایسا کام جاری کیا جائے۔ جو تھوڑے سرمایہ سے چل سکے۔ اس پر یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ ہوزری کا کام جو تھوڑے سرمایہ سے جاری ہو سکتا ہے۔ شروع کیا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا۔ کہ میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اس کارخانہ کی اشیاء کو خواہ وہ ڈھیلی ڈھالی ہوں اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے خریدا کروں گا۔ اس پر سب نمائندگان جماعت احمدیہ نے بھی وعدہ کیا۔ جو صنعتی کارخانہ کے لئے بہترین نتائج پیدا کرنے والا معاہدہ ہے چنانچہ اس فیصلہ کے ماتحت اس کارخانہ کو جس کا نام "دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان" رکھا گیا ہے۔ رجسٹری کرایا گیا اور مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء کے موقعہ پر اس کا پروگرام بھی شائع کر کے جماعت کے سامنے رکھ دیا گیا۔ جماعت کے ایثار اور عالی ہمتی کی روح پر نظر کرتے ہوئے یہ امید کی گئی تھی۔ کہ یہ کام اب سے کچھ ماہ پہلے ہی شروع ہو جائیگا۔ مگر بعض ابتدائی لغزشوں سے جو محض ناتجربہ کاری سے ہوئیں۔ امید سے زیادہ دیر لگ گئی۔

چونکہ اس کے آرٹیکلس کے بموجب بارہ سو حصے۔ یعنے بارہ ہزار کی فائینل ویلیو کے کم از کم فروخت ہونے پر کام شروع کیا جا سکتا ہے۔ جن میں سے ۶۵۲ حصے اس وقت تک فروخت ہو گئے ہیں۔ اس لئے احباب سے خصوصاً اور عوام سے عموماً درخواست کی جاتی ہے۔ کہ یہ کام انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ جہاں تک ہو سکے۔ اس کے باقی ماندہ حصے جلد سے جلد خرید لئے جائیں۔ تاکہ آئندہ موسم سرما میں یہ کام جاری کر کے اس کا مال بازار میں پہنچ جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی جیب خاص سے مبلغ ۵۰۰ روپیہ کے ۵۰ حصے خریدے ہیں اس سے حضور کی دلچسپی اور کارخانہ کی بہبودگی کا بھی ثبوت پایا جاتا ہے۔ اور جماعت کے لئے عملی طور پر پر زور سفارش بھی ہے امید ہے۔ کہ احباب کوئی وقت اس کے حصول کی خرید میں ضائع نہ ہونے دیں گے۔ تاکہ گرم مال اسی موسم سرما میں بازار میں پہنچ جائے۔

اس کا سرمایہ نامزد شدہ مبلغ ۵ لاکھ روپیہ ہے۔ جو ۵۰ ہزار حصوں پر منقسم ہے۔ اور ہر ایک حصہ مبلغ دس روپے کا ہے جو درخواست

طلباء کے والدین اور سرپرستوں سے

ضروری گزارش

مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء میں بورڈنگ ہاؤس کے بقایا کے متعلق یہ سوال پیش ہوا تھا۔ کہ آئندہ کیا صورت اختیار کی جائے۔ کہ بقایا نہ ہو۔ اس پر سب کمیٹی نظارت تعلیم و تربیت نے جو تجویز پیش کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو فیصلہ فرمایا۔ وہ احباب کی آگاہی کے لئے اب پھر مشتہر کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ احباب اس پر پوری طرح کاربند ہوں گے۔ اور اب سکول کھلنے پر جب طلباء بورڈنگ ہاؤس میں آئیں گے۔ تو وہ نہ صرف اپنا بقایا ادا کرائیں گے۔ بلکہ دو ماہ کا خرچ بھی بطور پیشگی لائیں گے۔ تا روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو اور کارکنان بورڈنگ ہاؤس کو جو تکلیف اور دشواریاں ہوتی ہیں۔ ان سے چھٹکارا ہو جائے۔ اور آئندہ اطمینان سے کام کیا جائے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہمارے دوست مجلس کے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے میری گزارش پر توجہ فرمائیں گے۔ ذیل میں اصل سوال اور سب کمیٹی کی تجویز اور حضور کا فیصلہ درج کرتا ہوں

سوال

بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام ہائی سکول و بورڈنگ ہاؤس مدرسہ احمدیہ قادیان و احمدیہ ہوسٹل لاہور میں جن احمدی بچوں کا بقایا ہو جاتا ہے۔ اور والدین باوجود تقاضوں کے ادا نہیں کرتے۔ ان کے ساتھ کیا طریق اختیار کیا جائے۔

تجاویز

(۱) بالاتفاق پاس ہوا۔ کہ بوقت داخلہ دو ماہ کا اوسط خرچ لیا جائے۔ اور نیز قادیان سے بچے کے وطن تک کے کرایہ کی رقم اور چھوٹی عمر کے بچے کی صورت میں ایک ساتھی کے کرایہ کی رقم بھی وصول کر کے جمع کر لی جائے۔ اور یہ دو ماہ کا خرچ پیشگی چلتا رہے۔ اور ہر ماہ ختم ہونے پر حساب بنا کر بچے کے والدین یا سرپرست کو بھیجا جائے۔ اور روپیہ کا مطالبہ کیا جائے۔ اور اگر پندرہ تاریخ تک خرچ وصول نہ ہو۔ تو بچے کے والد یا گارڈین کو نوٹس دیا جائے جس کی ایک نقل مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کو بھی جائے گی اگر مہینے کے اختتام تک روپیہ وصول نہ ہوا۔ تو بچے کو اس کے جمع شدہ کرایہ پر واپس بھیج دیا جائے گا۔) پھر اگر اختتام مہینے تک وصول نہ ہو۔ تو بچے کو کرایہ دیکر گھر بھیج دیا جائے۔ تاکہ یا تو وہ اپنے گھر سے خرچ لے آئے۔ یا اس کا والد یا گارڈین خرچ نہ دے تو بچہ اپنے گھر میں ٹھہرا رہے۔ واپس بھیجتے ہوئے۔ بچے کے والد یا گارڈین کو بذریعہ خط اطلاع بھیج دی جائے

(۲) فقتہ ہائی کے طلباء کی صورت میں رول نمبر اور مدرسہ چھوڑنے کی صورت میں سارٹیفیکیٹ تا صفائی بقایا روک لیا جائے۔ جیسا کہ محکمہ تعلیم کا قاعدہ ہے

(۳) ان تجاویز کے باوجود جن کے ذمہ بقایا ہو۔ اور وہ باوجود مطالبات کے اور باوجود ذی اثر دوستوں کی کوشش کے اپنا بقایا صاف نہ کریں۔ تو ان کے اسماء اخبار میں شائع کئے جائیں۔ اور پھر ان کے خلاف بعد نوٹس قانونی کارروائی کی جائے۔ موجودہ بقایا کے متعلق بھی تجویز سوم کے مطابق عمل ہو۔

فیصلہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

حضور نے فرمایا۔ اکثر احباب کی یہی رائے ہے۔ کہ ایک ماہ کا خرچ پیشگی لیا جائے۔ اور ایک ماہ جو چل رہا ہو۔ اس کا خرچ لیا جائے۔ میں اسے منظور کرتا ہوا فیصلہ کرتا ہوں۔ کہ اگر ناظر صاحب کسی لڑکے کے والد یا گارڈین کے متعلق سمجھیں۔ کہ وہ غربت کی وجہ سے اس طرح پیشگی خرچ دے نہیں سکتے۔ تو ان سے رعایت کی جائے۔ جب ہم خواہش رکھتے ہیں۔ کہ لڑکے یہاں آئیں۔ اور دوسری جگہ کی نسبت خرچ یہاں زیادہ ہوتا ہے۔ تو غریب لوگوں سے دس دن کا خرچ زائد لے لیں۔ اس عرصہ میں خط لکھیں۔ اگر آئندہ کے لئے خرچ پہنچ گیا۔ تو بہتر ورنہ لڑکے کو واپس بھیج دیں

درخواست

ماہ اگست کے خرچ کا حساب بھیجا جا چکا ہے۔ پس احباب اسے دیکھ کر بقایا اور اکتوبر نومبر کا خرچ دیکر طلبا کو بورڈنگ میں بھیجیں۔

انچارج
(دفتر بورڈنگ ہاؤس ہائی سکول قادیان)

یوم التبلیغ کے لئے ٹریکٹ

میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ یکم اکتوبر کا مصباح ۲۴ صفحے کا ہوگا جس میں ایک مکمل مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت میں ہوگا۔ قیمت فی پرچہ مع محصولڈاک ۲ ؍ ہوگی۔ ایک روپیہ کے آٹھ۔ لجنہ اماء اللہ قادیان نے ایک سو چھ پرچے کا آرڈر دیا ہے امید ہے۔ دیگر انجمنوں اور جماعتوں کی طرف سے بھی مطلوبہ تعداد سے آگاہی دی جائے گی۔ تاکہ مصباح درخواستوں کے مطابق چھپوایا جا سکے۔ ایک روپیہ سے کم ٹکٹ لفافہ میں بھیج کر طلب فرمائیں۔ جو یہاں سے بھجوانا چاہیں وہ فہرست ضرور بھیج دیں ہمارے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے حسب اعلان ۲۰ ستمبر سے فاقہ کشی شروع کر دی ہے۔ انہوں نے صبح نو بجے کے بعد کسی قسم کی خوراک لینے سے انکار کر دیا۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۲۰ ستمبر کو ہوم ممبر نے اعلان کیا۔ کہ چونکہ گاندھی جی نے پابندیوں کے ماتحت رہا ہونے سے انکار کر دیا ہے اس لئے انہیں یرودا جیل میں ہی رکھا جائیگا۔ اور موجودہ حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے جن اشخاص یا وفود کے ساتھ ملاقات کرنا چاہینگے۔ ان کے لئے مناسب سہولتیں بہم پہونچا دی جائیں گی۔ نیز ان کی خط و کتابت پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جائے گی۔ حتیٰ کہ حالات ان مراعات کو واپس لینے کا تقاضا نہ کریں۔

اچھوت اقوام پنجاب سے تعلق رکھنے والے پچاس سرکردہ اشخاص نے جو اپنی قوم میں خاص پوزیشن رکھتے ہیں۔ ۲۰ ستمبر کو لاہور سے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ گاندھی جی نے اپنے تازہ اعلان سے اپنے آپ کو ایک نئے روپ میں ظاہر کیا ہے۔ وہ ہمیشہ اچھوتوں کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ لیکن یہ دوستی کی ایک نئی قسم ہے۔ کہ جو لوگ انہیں بہت عزیز ہیں انہیں وہ کونسلوں میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ ہم ایسی دوستی کو شکریہ کے ساتھ واپس کرتے ہیں۔ گاندھی جی اچھوتوں کو ہندوؤں کے پاؤں کے نیچے رکھنے کی خاطر ارادتاً فاقہ کرکے اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں۔ حالانکہ جس سسٹم کو قائم رکھنے کے لئے وہ ایسا کر رہے ہیں۔ اس کے ماتحت ہزاروں اچھوت روزانہ بھوکے مرتے ہیں۔ آخر میں ڈاکٹر امبیدکار پر کامل اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے۔

اچھوتوں کو دام تزویر میں پھانسنے کے لئے ۲۰ ستمبر کو لاہور کے ہندوؤں نے ایک جلوس نکالا۔ جس میں اڑہائی درجن اچھوت بھی شامل کئے گئے۔ یہ جلوس مختلف بازاروں میں گھومتا ہوا۔ جب ٹبر بہم ناتھ کے مندر کے سامنے پہونچا۔ تو مندر کے مہتمم نے مندر کو قفل لگا دیا۔ اور اصرار کے باوجود انہیں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ جلوس کے اختتام پر ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں تقریر کرتے ہوئے چودھری بنسی لال ایم ایل سی (اچھوت) نے کہا۔ اگر ہندو ہمارے ساتھ ملنا چاہتے ہیں تو ہم سے مساویانہ سلوک کریں۔ اور کونسلوں وغیرہ میں ہمارے لئے نشستیں مخصوص کر دیں۔ چودھری روشن لال صدر لاہور سوئیپرز ایسوسی ایشن نے کہا۔ اگر ہندو اچھوتوں کو اپنے جیسا انسان سمجھتے تو گاندھی جی کو مرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ ہمیں ہندوؤں کی پالیسی پر شک ہے۔ اس سے پیشتر بیسیوں مرتبہ ہمیں جلوس میں بھوجن وغیرہ کھلایا گیا۔ لیکن بعد میں کسی نے نہ پوچھا۔ تم ہمیں دھوکے مت دو۔ تم ہمارے حقوق پر قابض ہونے کی وجہ سے عیش کر رہے ہو اور ہم بھوکے مر رہے ہیں۔ ایک اور اچھوت نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ہندو ہمارے ساتھ دیانتداری سے پیش نہیں آ رہے۔ بلکہ فریب کر رہے ہیں۔

سناتنی ہندوؤں کے ایک بارسوخ رہنما مسٹر ایم کے اچاریہ نے پنڈت مالوی کے نام ایک دلچسپ مکتوب ارسال کیا ہے۔ جس میں اچھوتوں کو مندروں وغیرہ میں داخلہ کی اجازت کے متعلق لکھا ہے کہ آپ نے چند سیاسی حقوق کی خاطر روحانیت کے کمال کو فنا کرنیکا عزم کر لیا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں گائے کے خور شراب کشید کرنیوالے۔ اور موچی وغیرہ اس قابل ہو گئے ہیں کہ انہیں بھارت ورش کی پاک اور مقدس عبادتگاہوں میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ آپ ایسے لوگوں کے لئے جدید مندر بنوا دیں۔ لیکن پرانے مندروں کو اس ناپاک مقصد کے لئے استعمال نہ کریں۔

اچھوتوں کو اپنے ڈھب پر لانے کے لئے بعض ہندو جلوس اور جلسے وغیرہ منعقد کر رہے ہیں۔ ان کے سلسلہ میں ۲۰ ستمبر کو دہلی میں آریہ سماج اور اصل ہندوؤں میں بلوہ ہو گیا۔ پولیس نے تیرہ سناتن دھرمی اور سات آریہ سماجی گرفتار کر لئے

کانگریسی ہندو ۲۰ ستمبر کو لاہور میں "یوم فاقہ" منانے کے لئے بصورت جلوس دریائے راوی پر گئے۔ اور اس وقت ان کے جوش و خروش اور غیظ و غضب کی یہ حالت تھی۔ کہ راستہ میں ایک مسلمان طالب علم سائیکل پر سوار آ رہا تھا۔ اس پر حملہ کر دیا گیا۔ ایک پولیس کنسٹیبل نے آکر اسے چھڑایا۔ کارروائی کے اختتام پر عورتیں اور مرد برہنہ ہو کر دریا میں نہانے لگے۔ اس موقعہ پر ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا۔ تماشائیوں میں بعض سکھ بھی تھے۔ جن پر کانگریسی سورموں نے حملہ کر دیا۔ اور اس طرح ہندو سکھ فساد ہو گیا۔ اس تمام کارروائی میں کوئی اچھوت یا مسلمان شریک نہیں ہوا۔

لدھیانہ میں ہندوؤں نے ۱۷ ستمبر کو اعلان کر دیا۔ کہ تمام اچھوتوں کو کنوؤں پر چڑھایا جائیگا۔ اور مندروں میں داخل کیا جائیگا۔ لیکن بالمیکی یونین نے منادی کرا دی کہ کوئی بالمیکی ہندوؤں کے کنوئیں پر نہ جائے۔ اور نہ ان کے مندر میں داخل ہو۔ انہوں نے اپنا ایک علیحدہ جلسہ کرکے فیصلہ کیا کہ کوئی بالمیکی ہندوؤں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے۔ اور نہ اپنے آپ کو ہندو کہے۔

آئرلینڈ کے وزراء نے ۱۹ ستمبر کو اعلان کیا ہے کہ برطانیہ کے ساتھ آخر دم تک جنگ کو جاری رکھا جائیگا۔ اور فتح حاصل کرنیکے لئے ملک کی تمام طاقتوں کو بروئے کار لایا جائیگا۔

جرمنی کی پارلیمنٹ کے متعلق پہلے یہ خبر دی جا چکی ہے کہ چونکہ اس میں حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک زیر بحث تھی۔ اس لئے اسے توڑ دیا گیا۔ اور اب ۶ نومبر کو جدید انتخابات کی مہم شروع ہو گی۔

لندن سے ۱۸ ستمبر کی اطلاع ہے کہ برکن ہیڈ میں بیکاروں نے ایک زبردست مظاہرہ کیا۔ پولیس نے مداخلت کی کوشش کی۔ تو اس پر حملہ کر دیا گیا۔ بلوائیوں نے اینٹوں۔ پتھروں۔ بوتلوں اور لوہے کی سلاخوں سے سولہ سرکاری ملازمین کو شدید ضربات پہنچائیں۔ بیندرہ دکانیں لوٹ لیں۔ اور حالت اس قدر نازک ہو گئی۔ کہ لورپول سے امدادی پولیس منگائی گئی۔ بلکہ فوجی امداد طلب کرنے کا سوال بھی زیر غور آ گیا۔

پیکن سے ۱۹ ستمبر کی اطلاع ہے کہ منچوریا کی مخالف افواج نے ایسٹرن چائنا ریلوے کے غربی حصہ پر قبضہ کرکے جاپانی افواج کو نرغہ میں لے لیا ہے۔ جاپان نے امدادی فوج روانہ کر دی ہے۔

ہوائی پرواز کی بلندی کا ریکارڈ اس وقت تک ۴۳۱۶ فٹ تھا۔ لیکن ۱۹ ستمبر کو ایک برطانی ہواباز کپتان یوروِس نے کئی ماہ کے تجربہ کے بعد ۴۵ ہزار فٹ یعنی کوئی ۸½ میل کی بلندی پر کامیاب پرواز کی۔

اسمبلی کی تمام پارٹیوں کے ممبروں کا ایک وفد گاندھی جی کے متعلق ہندو ممبران وائسرائے کے پاس لے جانا چاہتے تھے۔ جس میں شامل ہونے سے مسلمان ممبران اسمبلی نے انکار کر دیا۔

اخبار زمیندار کے متعلق اس کے بعض سابق ملازمین کی درخواست پر سب جج نے زمیندار پرنٹنگ و پبلشنگ کمپنی کے پروپرائٹر کے نام یہ حکم امتناعی جاری کر دیا ہے۔ کہ زمیندار کا کاروبار کسی دوسرے کے سپرد نہ کیا جائے۔

ڈاکٹر مونجے نے ۲۱ ستمبر کو بمبئی سے ہندو مہاسبھا کے اجلاس دہلی کی مجلس استقبالیہ کے صدر کو تار دیا ہے کہ ڈاکٹر امبیدکار کے ساتھ تصفیہ ہو گیا ہے۔ حالات امید افزا ہیں۔

بالمیک آد دھرم منڈل پنجاب کے زیر اہتمام ۲۰ ستمبر کو لاہور میں ایک خاص جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں رہنماؤں نے [illegible]

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی